وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ہ

حق کو باطل کے ساتھ گڈ مڈ نہ کرو اور جاننے کے باوجود حق کو نہ چھپاؤ

(القرآن ۱ پ سورۃ البقرہ)

اظہارِ حقیقت

محسن علی

حسینی رابطہ کونسل ہزارہ ڈویژن

نام کتاب : اظہارِ حقیقت

تعداد : ۲۰,۰۰۰
قیمت ۵۰-۳ روپے
باہتمام حسینی رابطہ کونسل ہزارہ ڈویژن
کتابت : ایس۔ ایس ہاشمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَآلِہِ الطَّیِّبِیْنَ ۔ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی کِتَابِہٖ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (پ سورۂ آل عمران)

برادرانِ اسلام دینِ اسلام امن و آشتی کا دین ہے ۔ اسلام نام ہی سلامتی کا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔

اسلام نے ہمیشہ بے جا تعصب اور فرقہ پرستی کی مخالفت کی ہے ۔ بلکہ فرقہ پرستی کو شرک قرار دیا ہے ۔ چنانچہ ارشادِ قدرت ہے ۔

وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا یعنی مشرک نہ بنو جنہوں نے دین میں تفرقہ ایجاد کیا اور گروہ گروہ ہو گئے ۔

مگر افسوسناک امر یہ ہے علماء کرام جن کا وظیفہ مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے اختلاف انتشار سے بچانا تھا وہ خود اختلاف و انتشار کی راہ پر چل پڑے ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو اہلِ علم کہنا ہی علماء کی توہین ہے ۔ یہ لوگ عالم نما جاہل ہیں ۔ اگرچہ ہر دور میں ہر مکتبہ فکر میں علماء حق موجود رہے ہیں جنہوں نے فرقہ واریت سے ہٹ کر اسلام اور مسلمانوں کے وسیع تر مفاد کی خاطر

بیش بہا خدمات انجام دی ہیں ۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ ہر مکتبہ فکر میں عُلماء سُو نے بھی اپنی شیطانی عیاریوں اور مکاریوں سے لوگوں کو اسلام کے صحیح مُیسّر سے منحرف کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ۔

پیغمبر اکرمؐ سے پوچھا گیا کہ کائنات کی بہترین مخلوق کون سی ہے آپ نے فرمایا " میری امت کے علماء " پھر پوچھا گیا کہ بدترین مخلوق کون سی ہے فرمایا ۔

" میری اُمت کے عُلماء "

سائل نے وضاحت طلب کی تو آنجنابؐ نے فرمایا ۔

جو علماء اپنے علم پر عمل کرتے ہیں وہ کائنات کی بہترین مخلوق ہیں ۔ اور جو عُلماء اپنے علم پر عمل نہیں کرتے وہ کائنات کی بدترین مخلوق ہیں ۔

حافظ قرآن ، قاری قرآن ہونے کا دعویٰ ہے مگر عملاً قرآن حکیم کی مخالفت کر رہے ہیں ۔ قرآنِ کریم فتنہ و فساد کی مذمت کرتا ہے اور تفرقہ بازی کو شرک قرار دیتا ہے ۔ مگر یہ حضرات فتنہ و فساد کے بانی اور میدانِ شرک کے شہسوار ہیں ۔

علماء سو کا یہ ٹولہ اس قدر تنگ نظری کا شکار ہے کہ معمولی اختلاف پر بھی دوسروں پر کفر و شرک کے فتوؤں کی بوچھاڑ کر کے مسلمان ملت کو دن بدن اختلاف و انتشار میں مبتلا کر رہا ہے ۔ حالانکہ جب تک کوئی ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا منکر نہ ہو اُسے کافر نہیں کہا جا سکتا ۔ مسلمان بننے کے لئے جن بنیادی باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے وہ یہ ہیں ۔

خدا پر ایمان لانا ۔ اس کے رسولوں پر ایمان لانا ۔ فرشتوں پر ایمان آسمانی کتابوں پر ایمان اور جنّت و دوزخ ، قیامت پر ایمان ۔

ان بنیادی باتوں پر تمام مکاتب فکر متفق ہیں ۔ شیعہ و سُنی کے درمیان اختلاف فقط مسئلہ خلافت میں ہے ۔ اور یہ مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ جس کو بنیاد بنا کر ایک دوسرے کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا جائے ۔

کیا اختلاف بُری چیز ہے ؟

اختلاف برائے اختلاف یقیناً مذموم ہے مگر اختلافات برائے تعمیر و تحقیق اچھی چیز ہے ۔ جس قوم میں اختلاف رائے کی آزادی نہیں ہوتی وہ جمود کا شکار ہو جاتی ہے ۔ اختلاف قوموں میں جستجو پیدا کرتا ہے ۔ جس سے ارتقاء کے لئے نئی راہیں انسان کو میسّر آتی ہیں ۔

مسالک کا اختلاف بھی اگر نیک نیتی پر مبنی ہو اور یہ قوم کی تعمیر کے لئے ہو نہ کہ تخریب کے لئے تو مستحسن ہے ۔ بشرطیکہ ہر مسلک والا اپنے نقطہ نظر کو تہذیب کے دائرہ میں رہ کر بیان کرے ۔ خداوند عالم کا فرمان ہے ۔

اُدْعُ اِلیٰ سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ

مخالفین کی کتابوں سے ضعیف روایات کا سہارا لے کر یا غلط حوالہ جات سے جھوٹے الزامات لگا کر عوام کو ان سے متنفر کرنا یہ شیطانی حربے ہیں ۔ ہر مکتبۂ فکر کے مبلغ کا یہ بنیادی حق ہے ۔ کہ وہ جس چیز کو حق سمجھتا ہے اس کی تبلیغ کرے اپنے مسلک کو قرآن و حدیث کی روشنی میں حق ثابت کرے اور دوسرے مسلک کو قرآن و سنت کی روشنی میں تہذیب کے دائرہ میں رہتے ہوئے اس طرح غلط ثابت کرے کہ اس کے مخالف کی دلآزاری

نہ ہو ۔

یہ امر انتہائی افسوسناک ہے کہ اسلامی کتب میں اس قسم کی ضعیف اور بے سروپا روایات درج کردی گئی ہیں کہ اگر ہر مسلک کے واقعی اور حقیقی عقائد سے قطع نظر کتابوں میں آنے والی خرافات کا سہارا لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں پھر کوئی فرقہ مسلمان نہیں رہ سکتا ۔ دیانت داری دین اسلام میں شرط ہے ۔ مخالف پر جھوٹے الزامات لگاکر لوگوں سے داد لینا اور اپنے نظریاتی مخالف کے خلاف اکسانا ایک مبلغ کی دین و دیانت کو لے ڈوبتا ہے

تشیّع اسلام کا جزو لاینفک ہے

مکتب تشیّع ایک مسلمہ اسلامی مکتبہ فکر ہے ۔ مگر کیا کیا جائے تعصب کا کہ جب اس کی پٹی آنکھوں پر بندھ جائے تو نصف النہار بھی دکھائی نہیں دیتا ۔

ایبٹ آباد میں شہزادہ مسجد سے شائع ہونے والا ایک پمفلٹ " بم کا شرعی گولہ بر سبائی ٹولہ " نظر سے گذرا جسے پڑھ کر انتہائی افسوس ہوا کہ اپنے آپ کو سپاہ صحابہ کہلانے والے صحابہ کرام کو بدنام کر رہے ہیں ۔ پمفلٹ کیا ہے بے بنیاد الزامات ، غلط حوالہ جات اور جھوٹ کا پلندہ ہے ۔ ہم انشاءاللہ یہاں ان کے ڈھول کا پول کھولیں گے ۔ اور عوام خود اندازہ کرلیں گے کہ حق و حقیقت کیا ہے ۔

کیا عبداللہ ابن سبأ شیعہ مذہب کا بانی تھا

اس پمفلٹ پر سارا زور اس بات پر لگایا گیا ہے۔ کہ عبداللہ ابن سبا د یہودی مذہب، شیعہ کا بانی تھا ذیل میں ہم اس الزام کا تحقیقی جائزہ لیتے ہیں۔

اولاً تو محققین شیعہ و سنی کے نزدیک عبداللہ ابن سباء کا وجود ہی ثابت نہیں ہے۔ اور انہوں نے اسے من گھڑت اور فرضی قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر علی الوردی پروفیسر بغداد یونیورسٹی اور مشہور دانشور ڈاکٹر طٰہٰ حسین مصری نے اپنی کتاب الفتنۃ الکبریٰ طبع مصر جلد ا ص ۱۳۲ میں تحریر کیا ہے۔ " ابن سباء بالکل فرضی اور من گھڑت شخصیت ہے۔ جب فرقہ شیعہ اور دیگر اسلامی فرقوں میں جھگڑے چل رہے تھے تو اس وقت اسے جنم دیا گیا۔ شیعوں کے مخالفین کا مقصد یہ تھا کہ شیعوں کے اصول مذہب میں یہودیوں کا عنصر داخل کر دیا جائے۔ امویوں اور عباسیوں کے دور میں شیعہ کے مخالفین نے عبداللہ ابن سباء کے معاملہ میں بہت مبالغہ آمیزی سے کام لیا ہے۔ اور اس کے حالات کو بہت بڑھا چڑھا کر بیان کیا ہے۔"

ثانیاً اگر تاریخ میں اس نام کی کوئی شخصیت تھی بھی تو اس کا شیعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ وہ حضرت علی کے بارے میں غلو کرتا ہے۔ اور غالیوں کا شیعوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہماری فقہ کی کتابوں میں غالیوں کو نجس قرار دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس قسم کی روایات میں یہ ملتا ہے کہ اس غالی کو حضرت علی نے زندہ جلوا دیا تھا۔ اور بعض میں ہے کہ ملک بدر کر دیا تھا۔

اگر یہ شیعہ کا بانی ہوتا تو پھر ہمیں تو اس کی تعریف کرنی چاہیے تھی جب کہ ہمارے تمام علماء نے عبداللہ ابن سباء پر لعنت کی ہے۔ اگر مصنف ہماری کسی کتاب میں اس کی تعریف میں ایک جملہ بھی ثابت کر دیں تو منہ مانگا انعام دیں گے۔ پس ایسی صورت میں یہ کیوں کر کہا جا سکتا ہے کہ عبداللہ ابن سباء مذہب شیعہ کا بانی تھا۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

ثالثاً سب سے پہلے عبداللہ ابن سباء کے افسانہ کا ذکر تاریخ طبری نے کیا ہے۔ اور تاریخ ابوالفداء، تاریخ کامل ابن اثیر اور البدایہ والنہایہ سے معلوم ہوتا ہے کہ طبری نے اسے سیف ابن عمر سے نقل کیا ہے۔ اور یہ سیف ابن عمر اہل سنت کے علماء رجال کے نزدیک بھی ضعیف الحدیث اور جھوٹا ہے۔ چنانچہ میزان الاعتدال ذہبی جلد ۱ صفحہ ۴۳۸، تہذیب التہذیب جلد ۴ صفحہ ۲۲۵ میں اس کے حالات کے بارے میں لکھا ہے۔

انہ ضعیف الحدیث لیس بشیئ یہ شخص ضعیف حدیث گھڑا کرتا تھا۔ اور اس کا کوئی مقام نہیں تھا۔

کیا لفظ شیعہ سے مراد گمراہ ٹولہ ہے

سپاہ صحابہ کے اس مہربان نے ایڑھی چوٹی کا زور اس بات پر لگایا ہے کہ شیعہ سے مراد گمراہ ٹولہ ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں "شیعہ کا لغوی معنی پارٹی اور فرقہ ہے۔ اور قرآن حکیم نے شیعت یعنی پارٹی بازی کو کفر د شرک قرار دیا ہے"۔ اس کے بعد قرآن کی آیت تحریر کی گئی اور لفظ

"شیعا" کا غلط ترجمہ کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ قرآن حکیم میں ہر جگہ لفظ شیعا کفار و مشرکین کے لئے استعمال ہوا ہے۔ بددیانت لوگوں کا یہ ہمیشہ سے طریقہ کار رہا ہے کہ وہ عوام کو ہمیشہ الفاظ کے بحث میں الجھا کر اپنا الو سیدھا کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ لفظ شیعہ بذاتِ خود نہ بُرا ہے اور نہ اچھا، جو کچھ اس میں حُسن و قبح پایا جاتا ہے وہ نسبت کی وجہ سے ہے اگر شیعہ کی نسبت اچھی شخصیت کی طرف ہے تو لفظ اچھا اگر بُرے کی طرف ہے تو بُرا۔

لفظ سنت کا بھی یہی معاملہ ہے اگر خدا و رسول کی سُنت ہے تو لفظ اچھا، اگر دشمنانِ خدا کی سنت ہے تو لفظ بُرا کیونکہ سنت کا لغوی معنی ہے طریقہ۔

شیعہ کا لغوی معنی

عربی لُغت کی مشہور کتب "المنجد" اور "قاموس" میں لفظ شیعہ کے مندرجہ ذیل معنیٰ بیان کئے ہیں۔

گروہ، مطیع، ناصر و مددگار، صاحب و ساتھی

یہی وجہ ہے کہ صدر اوّل میں ہر ایک کے مطیع کو اس کے شیعہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے تاریخ طبری اور تاریخ کامل اٹھا کر دیکھ لیویں۔ مثلاً شیعہ علی اور شیعہ معاویہ، شیعہ یزید اور شیعہ حسین اور بعد میں لفظ شیعہ عرفی اور شرعی معنٰی میں اس مکتبہ فکر والوں کے ساتھ مختص ہو گیا جو حضرت علی کی نصّی خلافتِ بلافصل کے قائل ہیں۔ اور پیغمبر اعظم کے بعد انہیں اپنا پیشوا اور راہنما سمجھتے ہیں۔ چنانچہ مقدمہ ابن خلدون طبع مصر ص ۱۹۴ پر لکھا ہے۔

" اعلم ان الشیعۃ لغۃ ھم الصحب والاتباع و یطلق فی عرف الفقہا و المتکلمین من الخلف والسلف علی اتباع علی و بنیہ رضی اللہ عنھم "

جاننا چاہیے کہ شیعہ کا لغوی معنی ساتھی اور مطیع ہے اور ہمارے فقہا و متکلمینِ خلف و سلف نے اس لفظ کا اطلاق علی اور ان کی اولاد کے مطیع پر کیا ہے ۔

قاموس اور المنجد میں لفظ شیعہ کے لغوی معنی تحریر کرنے کے بعد اس کے عرفی معنی کی وضاحت بیان کرتے ہوئے لکھا گیا ہے ۔

" قد غلب ھذا الاسم علی کل من یتولی علیا و اھلبیتہ حتی صار لھم اسما خاصاً "

اس نام " شیعہ " نے غلبہ حاصل کر لیا ہر اس شخص کے لئے جو علی اور ان کی آل سے محبت کرتا ہے یہاں تک کہ یہ " لفظ شیعہ " ان کا مخصوص نام بن کر رہ گیا ہے ۔

صحابہ کی محبت کا دم بھرنے والو !

قرآن کے غلط تراجم کر کے قرآن حکیم کی توہین نہ کرو ۔ میں اپنے مسلمان بھائیوں سے اپیل کروں گا کہ اہل سنت کے نزدیک قرآن حکیم جو صحیح اور مستند تراجم ہیں انہیں ملاحظہ فرمائیں ۔ مثلاً مولانا اشرف علی تھانوی کا ترجمہ ، ڈپٹی نذیر احمد کا ترجمہ اور شاہ رفیع الدین کا ترجمہ اور دیکھیں کہ انہوں نے مندرجہ ذیل آیات کے کیا معنی کئے ہیں ۔

۱۔ ولا تکونوا من المشرکین من الذین فرقوا دینھم و کانوا شیعاً
(سورہ روم)

۲۔ اِن الذین فرقوا دینهم وکانو شیعا لست منهم فی شئی (پ۸ سورۃ انعام)

یہ تراجم ملاحظہ کرنے کے بعد آپ گواہی دیں گے کہ ہمارے محترم مخالف نے قرآن حکیم اور مسلمانوں کے ساتھ کس قدر بدیانتی کی ہے۔

قرآن میں لفظ شیعہ اچھے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے

مفسد مولوی صاحب نے قرآن حکیم سے بدیانتی کرتے ہوئے سادہ لوح مسلمانوں کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ قرآن میں جہاں بھی لفظ شیعہ استعمال ہوا ہے وہ کفار و مشرکین کے لئے ہی استعمال ہوا ہے۔ حالانکہ پارہ ۲۳ سورہ الصٰفٰت میں خداوند عالم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے شیعہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر ہے اور اس کے بعد حضرت کا ذکر آیا تو فرمایا

وان من شیعتہٖ لابراھیم (سورۃ الصٰفٰت پارہ ۲۳)

ترجمہ۔ اور اسی (نوح) کے پیروکاروں میں سے ابراہیم ہیں۔

اسی طرح

ھذا من شیعتہٖ وھذا من عدوہٖ پ۲۰ رکوع ۵ سورۃ القصص

شیعہ حدیث کی روشنی میں

ہم حیران ہیں شیعوں کو بدنام کرنے کے لئے سیف ابن عمر جیسے ضعیف راوی کی روایت کا سہارا لے کر اسے یہودیوں کا ٹولہ قرار دیا جاسکتا ہے مگر پیغمبر اکرمؐ کی صحیح السند اور معتبر حدیث پر عمل کر کے شیعوں کو ہدایت یافتہ کیوں قرار

تشیع کی بنیاد سب سے پہلے رسول اکرم نے اپنے ہاتھوں سے رکھی ہے شیعہ سنی کتب پیغمبر اکرمؐ کے اس فرمان سے چھلک رہی ہیں ۔

قال رسول اللہؐ یا علی انت و شیعتک ھم الفائزون

حضرت علی روایت فرماتے ہیں کہ رسول خداؐ نے مجھ سے فرمایا :۔ کہ اے علی تو اور تیرے شیعہ قیامت کے دن کامیاب ہیں ۔ (تذکرہ الخواص علامہ سبط ابن جوزی (اہل سنت)

اہل سنت کے مشہور عالم دین علامہ ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ طبع مصر ص۱۵۴ پر یہ حدیث یوں بیان کی ہے ۔

یا علی انک ستقدم علی اللہ و شیعتک راضین مرضیین

اے علی تو اللہ کے پاس اس حال میں حاضر ہوگا کہ تیرے شیعہ خدا پر راضی ہوں گے اور خدا ترے شیعوں پر راضی ہوگا ۔

چیلنج

یہ حدیث اس قدر مستند ہے کہ آج تک کوئی بڑے سے بڑا شیعہ مخالف بھی اسے ردّ نہ کرسکا سپاہ صحابہ والوں میں ہمت ہے تو وہ بھی بازو آزمالیں ۔

نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے شیعوں کے خلاف تحفہ اثناعشریہ لکھی ۔ مگر وہ بھی جب اس حدیث پر پہنچے تو اسے ردّ کرنے کی جرأت نہ کر سکے ۔

اسی طرح علامہ ابن حجر مکی نے شیعوں کی رد میں صواعق محرقہ لکھی وہ

بھی اس حدیث کو رد نہ کر سکے ۔

جب ان بزرگوں نے دیکھا کہ اس حدیث کی صحت میں تو کوئی شک نہیں تو بجائے اس کے کہ حق کو تسلیم کر لیتے تاویلات کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں ۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ

شیعتہ ھم اھل السنہ

یعنی علی کے شیعہ ہم اہل سنت ہیں

قارئین کرام خود ہی فیصلہ کریں کہ ایک تو یہ مولوی صاحبان ایڑھی چوٹی کا زور لگاتے ہیں کہ لوگوں کو باور کرایا جائے کہ لفظ شیعہ کا معنی ہے کفار و مشرک ۔

مگر جب پیغمبر اکرمؐ کی مستند حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ قیامت کے دن کامیاب ہیں تو منہ سے رال ٹپک پڑتی ہے اور بے اختیار کہتے ہیں ، ہم علی کے شیعہ ہیں ۔

علی سے محبّت رکھنے والے ہی جنت میں جائیں گے

یہ مفسد ملاں صاحبان دنیا میں تو علی کے شیعوں کو بُرا بھلا کہتے ہیں مگر جب جنت میں جانے کی باری آتی ہے تو بے اختیار پکار اٹھتے ہیں ہم علی کے شیعہ ہیں ۔ یہ دوہری سیاست اور دوغلاپن خدا کے ہاں نہیں چل سکتا ۔

یہ تو مولوی صاحبان بھی جانتے ہیں علی قسیم الجنۃ والنار ہیں چنانچہ اہل سنت کے امام علامہ ابن حجر مکی صواعق محرقہ صـ۱۲۶ پر رقمطراز ہیں ۔

ان علیا قال لستۃ الذین جعل عمر
الامر شوریٰ بینھم کلاماً طویلاً من
جملتہ ! انشدکم باللّٰہ ھل فیکم
احد قال لہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
انت قسیم الجنۃ والنار یوم القیامہ
غیری قالو اللھم لا

حضرت عمر نے جن چھ آدمیوں کی مجلس
شوریٰ بنائی تھی ان سے خطاب کرتے ہوئے
حضرت علی نے فرمایا کہ آیا تم میں سے کوئی
ہے جسے رسول خدا نے فرمایا ہو کہ تو قیامت
کے دن جنت و دوزخ تقسیم کرنیوالا ہے
سوائے میرے سب نے جواب دیا کہ نہیں

اسی طرح اسی صفحہ پر ابن حجر مکی حضرت ابوبکر سے روایت کی ہے
روی ابن سماک

ان ابابکر رضی اللّٰہ عنہ قال لہ سمعت
رسول اللّٰہ یقول لا یجوز احد الصراط
الا من کتب لہ علی الجواز

ابن سماک روایت کرتے ہیں ۔ کہ حضرت
ابوبکر نے انہیں کہا کہ میں رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ انہوں نے
فرمایا کہ کوئی شخص پل صراط سے گذر نہیں سکتا

جب تک اس کے پاس علی کے ہاتھ کا پروانہ

نہیں ہوگا۔

قارئین کرام یہ روایات اہل سنت کی کتب کی ہیں۔ ہمارے ہاں تو ایسی بے شمار روایات ہیں۔ مگر ہم شیعہ کتب سے پیش نہیں کر رہے۔ تاکہ مولوی صاحبان آپ کو یہ کہہ کر ٹال نہ دیں کہ یہ شیعوں نے اپنی طرف سے لکھ دیں ہیں۔

روزِ محشر آخری سوال ولایت علی کا ہوگا

روز محشر جب تمام لوگ حساب کتاب دے رہے ہوں گے اور کچھ لوگ اپنے دیگر اعمال قبول کروانے کے بعد جنت میں داخل ہونے لگیں گے تو آوازِ قدرت آئے گی کہ انہیں روک لو ان سے ایک سوال کرنا باقی ہے۔ چنانچہ قرآنِ مجید کی آیت ہے۔

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ

انہیں روک لو ان سے سوال کرنا ہے

یہ سوال کیا ہوگا یہ صواعق محرقہ کے مصنف علامہ ابن حجر مکی سے سنیں، چنانچہ صہ ۱۴۹ پر ابو سعید الخذری سے روایت کرتے ہیں۔

عن ابی سعید الخذری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال وقفواھم انھم مسئولون عن ولایت علی ابن طالب۔

عن ابی سعید الخذری سے روایت ہے

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اس آیت کے بارے میں) کہ انہیں روک لو ان سے علی ابن طالب کی ولایت کے بارے میں سوال کرنا ہے۔

جو مولوی دنیا میں علی کے نام کے ساتھ ولی لگانا برداشت نہیں کرتا اور علی ولی اللہ سے اس کے ماتھے پر شکن پڑ جاتے ہیں کل روز محشر کیا کرے گا۔ الحمدللہ اہل سنت عوام تو سارے علی کو اللہ کا ولی مانتے ہیں۔ سوائے مفسد ملاؤں کے۔ سچ ہے کہ

نیم حکیم خطرہ جان، نیم ملاں خطرہ ایمان

کلمہ پر اعتراض

اپنی مخصوص بد یانتی کے مطابق مولوی صاحب نے لوگوں کو شیعوں سے بدظن کرنے کے لئے یہ شاخسانہ بھی چھوڑا کہ شیعہ کا کلمہ جدا ہے۔ حالانکہ شیعہ بھی وہی کلمہ پڑھتے ہیں جو تمام دوسرے مسلمان پڑھتے ہیں۔ یعنی

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

البتہ کلمہ کے ساتھ ولایت علی کا اقرار کرکے یہ بتاتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمان مختلف طبقوں میں بٹ گئے تھے۔ اور ہمارا مسلمانوں کے اس طبقہ سے تعلق ہے جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق علی کی ولایت کا اقرار

کرتا ہے اور انہیں پیغمبر اکرمؐ کا جانشین سمجھتا ہے اور جو کہا گیا ہے۔ کہ ایرانیوں نے ترمیم کردی ہے۔ وہ علی ولی اللہ کی بجائے خمینی ولی اللہ کہتے ہیں۔ سفید جھوٹ ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ تہران یا زاہدان ریڈیو سے آذان سن کر تسلی کی جاسکتی ہے۔

جھوٹا الزام

مولوی صاحب نے یہاں ایک اور فراڈ کرنے کی کوشش کی ہے کہ شیعہ کہتے ہیں کہ علی ولی اللہ نہ پڑھا جائے تو لا الہ الا اللہ کہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ حالانکہ تمام علماء شیعہ اس بات کے قائل کہ جو بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر یقین رکھتا ہے وہ مسلمان ہے اور ہمارا بھائی ہے۔ ایسے شخص کو کافر کہنا یا مشرک کہنا کھلی ہوئی گمراہی ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کا غسل، کفن، جنازہ، دفن واجب کفائی ہے۔ ان کے ساتھ رہن سہن، کھانا پینا وغیرہ سب جائز ہے۔

لہذا قارئین کرام! ان مولوی صاحبان کے چکمے میں نہ آئیں، جن کا مشغلہ ہی فساد فی الارض ہے۔

کفر ساز فیکٹریاں

ایک زمانہ وہ تھا کہ علماء کافروں کو مسلمان بناتے تھے اب چونکہ مولوی صاحبان کا کردار اس قدر گندہ ہوگیا ہے کہ کوئی کافر تو مسلمان بننے سے رہا۔ اب ان لوگوں نے سوچا کہ ہمارا دھندہ ختم ہورہا ہے۔ کافر تو ہم سے مسلمان بن نہیں رہے۔ اب کیا کیا جائے۔

کیونکہ بقول کسے ؎

روٹی تو بہر حال کما کھائے مچھندر

لہٰذا ان مچھندروں نے سوچا کہ مسلمانوں کو کافر بنایا جائے۔ یہ کام سستا بھی ہے محنت مشقت کی بھی ضرورت نہیں اور نہ ہی اس میں علم درکار ہے۔ فقط کافر کافر کہتے جاؤ اور کماتے جاؤ۔ واہ واہ بھی ہوجائیگی بغیر علم کے علامہ بھی بن جائیں گے۔ اس دھندے میں اگر اہل علم و دانش کے نزدیک سُبکی ہوتی ہے تو ہوتی رہے۔ کیونکہ بقول شاعر

؎ ہم طالب شہرت ہیں ہمیں ننگ سے کیا کام
بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا!

لہٰذا اس کفر ساز ٹولہ کے ہاتھوں فقط شیعہ ہی نہیں بلکہ دیگر مسلمان مکاتب فکر بھی محفوظ نہیں ہیں۔ بات بات پر کُفر کے فتوے، گویا کفر کا فتویٰ بھی انہوں نے بچوں کا کھیل بنا رکھا ہے۔ ذیل میں ان فتوؤں کے چند نمونے قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

ملاں اسماعیل دیوبندی تقویۃ الایمان کے صہ ۱۲ پر رقمطراز ہیں۔

"جو کسی نبی یا ولی کی قبر کی زیارت کے
لئے دور دراز کا سفر کرے وہ مشرک ہے
جو نبی یا ولی کے مزار کا بوسہ لے وہ بھی
مشرک ہے"

غلام اللہ خان دیوبندی جواہر القرآن ص۸۰ پر تحریر کرتے ہیں۔

"یا رسول اللہ کہنے والا پکا کافر ہے۔
اس کا نکاح نہیں ہے ان کی اولاد زنا
کی اولاد ہے۔ جو انہیں مشرک اور کافر
نہ کہے وہ بھی کافر ہے"

اس فتویٰ کی رو سے مفسد مولوی صاحب نے تمام شیعہ و سُنی عاشقانِ رسولؐ و آلِ رسولؐ کو کافر اور ولد الزنا قرار دے دیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان تنگ نظر مولویوں کے ایک دوسرے کے خلاف فتووں کو جمع کیا جائے تو دنیا میں کوئی بھی مسلمان نہیں رہتا حقیقت میں یہ لوگ اسلام دشمن طاقتوں کے ایجنٹ ہیں۔ ان حرکات سے وہ اسلام اور مسلمانوں کو کمزور کر کے اغیار سے ڈالر وصول کرتے ہیں۔ خدا بُرا کرے ان علماءِ سو کا۔

یہ بات یاد رکھیں کہ علمائے سو کا تعلق کسی ایک فرقہ سے نہیں ہے ہر فرقہ میں ایسے گندے انڈے موجود ہیں۔ وہ شیعہ ہوں یا سُنی، دیوبندی ہوں یا اہلحدیث جو بھی مسلمانوں میں اختلاف ایجاد کر کے انہیں لڑانے کی کوشش کرتا یا مسلمانوں پر کفر کے فتوے لگاتا ہے۔ وہ دانستہ یا غیر دانستہ طور پر اسلام دشمن طاقتوں کا ساتھ دے رہا ہے۔ اور

وہ رحمٰن کا نمائندہ نہیں ہے۔ بلکہ شیطان کا نمائندہ ہے۔

شیعہ عقائد پر بے جا تنقید کا جواب

فسادی مولوی صاحب نے تبرّا کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ شیعہ مذہب میں صحابہ کرام اور ازواج النبیؐ کو گالیاں دینا اہم جزو ہے۔ حالانکہ یہ سراسر الزام ہے۔ مذہب شیعہ میں صحابہ کرام یا ازواج النبیؐ کو گالیاں دینا گناہ ہے۔ اگر کوئی شخص اس جرم کا مرتکب ہو تو وہ فاسق ہے۔

تبرّا کا عقیدہ قرآن حکیم کے عین مطابق ہے۔ حضرت ابراہیم نے قرآن میں اپنے چچا آزر سے تبرّا کیا ہے تبرّا کا معنی ہے برأت ہمارے ہاں فروعِ دین میں جو تولا و تبرا ہے اس کی قرآن حکیم سے جابجا تائید ہوتی ہے۔

تولا کا معنی محمد و آل محمد علیہم السلام اور صالحین سے محبت اور ان کے طریقہ پر چلنا ہے۔ اور تبرا سے مراد دشمنانِ خدا و رسول و اہلبیت سے دوری اختیار کرنا ہے۔ یہی صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم والا الضالین کا مفہوم ہے۔

تقیہ قرآن وسنّت کی روشنی میں

مفسد مولوی صاحبان عوام کو یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ اہل سنت تقیہ کے قائل نہیں ہیں ۔ یہ فقط شیعوں کا عقیدہ ہے۔ حالانکہ شیعوں سے کہیں زیادہ اہل سنت نے تقیہ کی ضرورت بیان کی ہے ۔ کیونکہ اس مسئلہ کا ماخذ فقط حدیث نہیں بلکہ قرآن بھی ہے ۔ بلکہ اس کے بارے میں قرآن حکیم میں کامل پانچ آیات موجود ہیں۔ چنانچہ ارشاد قدرت ہے ۔

لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء
من دون المومنین ومن یفعل ذالک فلیس
من اللہ فی شئ الا ان تتقوا منھم تقیہ
و یحذرکم اللہ نفسہ والی اللہ المصیر۝

پ ۳ رکوع ۱۱

یعنی مسلمانوں کو چاہئیے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کریگا اسے اللہ سے سروکار نہیں ہے ۔ مگر یہ کہ ان (کی شرارت) سے بچنا چاہو (تو خیر) اللہ تمہیں ڈراتا ہے ۔ (ترجمہ نذیر احمد سُنّی)

صیح بخاری مطبوعہ بمبئی جلد ہشتم باب الاکراہ صفحہ ۲۰ پر اس آیت کے ذیل میں مرقوم ہے ۔

وَقولہ الا ان تتقوا منھم تقیۃً وھی

تقیۃً

یعنی اس آیت میں لفظ تقیۃ سے

مراد تقیۃ ہے ۔

علاوہ ازیں اہل سنت کے بہت بڑے امام علامہ فخرالدین رازی اپنی مشہور تفسیر کبیر میں تحریر کرتے ہیں کہ تقیہ نہ صرف جان کی حفاظت کے جائز ہے بلکہ مال کی حفاظت کے لیئے بھی جائز ہے ۔ چنانچہ فرماتے ہیں ۔

" التقیۃ جائزۃ لصون النفس وھل
ھی جائزۃ لصونَ المال یحتمل ان یحکم
فیھا بالجواز لقولہ صلعم حرمۃ المال
المسلم کحرمتہ دمہ "

تفسیر کبیر جلد دوم مطبوعہ مصر صفحہ ۹۴۶

یعنی جان کی حفاظت کے لئے تو تقیہ کرنا جائز ہی ہے ۔ آیا مال کی حفاظت کے لئے بھی جائز ہے ۔ اس کے جواز کا بھی احتمال ہے ۔ جیسا کہ پیغمبر اکرم نے فرمایا کہ مسلمان کے مال کی حرمت بھی اس کے خون کی حرمت کی طرح ہے ۔

اسی طرح تفسیر درمنثور علامہ جلال الدین سیوطی اور تفسیر بیضاوی وغیرہ نے بھی تقیہ کے جواز کو تسلیم کیا ہے ۔

اس موضوع پر قرآن حکیم سے فقط ایک اور آیت پیش کریں گے ۔ تاکہ بات زیادہ لمبی نہ ہو جائے ۔ ارشاد رب العزت ہے ۔

من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من

اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ولکن من
شرح بالکفر صدراً فعلیہم غضبٌ
من اللہ ولہم عذاب عظیم (پارہ ۱۴ رکوع ۲)

" یعنی جو شخص (کفر پر) مجبور کیا جائے
مگر اس کا دل ایمان کی طرف مطمئن ہو (اس
سے کچھ مواخذہ نہیں) مگر جو شخص ایمان لانے
کے پیچھے خدا کے ساتھ کفر کرے تو جی کھول
کر تو ایسے لوگوں پر خدا کا غضب ہے ۔ اور
ان کے لئے بڑا سخت عذاب ہے ''
ترجمہ ڈپٹی نذیر احمد (سُنی)

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ ایمان لانے کے بعد جب کہ دل ایمان پر مطمئن ہو بوقت اجبار واکراہ کلمہ کفر کہہ دینا قرآن کے مطابق جائز ہے تقیہ کرنا اگر بری بات ہے تو اس برائی سے اہل سنت کے آئمہ محدثین اور مفسرین بھی نہیں بچ سکتے ۔ چنانچہ علامہ فخر الدین رازی تفسیر کبیر جلد پنجم ص۵۲۴ پر رقمطراز ہیں ۔

" اجمعوا علی انہ عند ذکر کلمۃ الکفر یجب
علیہ ان یبری قلبہ من الرضاء بہ و
ان یقتصر علی التعریضات مثل ان یقول
ان محمداً کذاب یعنی عند الکفار "

اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ کلمہ کفر
کہتے وقت اس پر واجب ہے کہ دل سے

اس پر راضی نہ ہو اور یہ کہ تعریفیات کہنے پر
اکتفاء کرے مثلاً ایسا کہے کہ (معاذ اللہ)
محمد جھوٹے ہیں۔ اور مراد یہ ہو کہ کافروں
کے نزدیک۔

قارئین کرام! ایمان سے بتائیں کہ کیا یہ تقیہ نہیں ہے۔ پھر اگر یہ فسادی مولوی صاحب کے بڑے بڑے مفسرین کے نزدیک جائز ہے تو شیعوں پر طعن و تشنیع کیوں۔ فتدبر

انبیاء کرام نے بھی تقیہ کیا

حضرت ابراہیمؑ نے تین مرتبہ تقیہ کیا۔ اگر اس موقع پر حضرت ابراہیمؑ تقیہ نہ کرتے تو ہلاک کر دیئے جاتے۔ یہ تقیہ ابراہیمی کی برکت تھی کہ وہ ہلاکت سے بچ گئے اور ان کی نسل میں سید المرسلین پیدا ہوئے۔ جن کی وجہ سے ہم سب آج اسلام کے دعویدار ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ خلیل اللہ نے بھی بوقت ضرورت تین مرتبہ تقیہ کیا۔ مگر شیعوں کی مخالفت میں بعض اہل سنت نے تقیہ کی ضد میں خلیل اللہ جیسے اولوالعزم پیغمبر کی شان میں گستاخی کر دی۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف اور ترمذی شریف جو کہ اہل سنت کی معتبر کتابیں ہیں۔

"لم یکذب ابراھیم علیہ السلام
فی شیئٍ قسط الا فی ثلث قولہ انی سقیم
وقولہ لسارہ اختی وقولہ بل فعلہ کبیرھم"

یعنی حضرت ابراہیم نے سوائے تین مرتبہ
جھوٹ بولنے کے ہرگز کسی بات پر جھوٹ نہیں
بولا ۔

ایک مرتبہ فرمایا ! میں بیمار ہوں ۔ دوسری
مرتبہ کہا سارہ میری بہن ہے ۔ تیسری مرتبہ کہا
کہ بڑے بت نے چھوٹے بتوں کو توڑا ہے ۔

قارئین کرام ملاحظہ فرمائیے ، تقیہ کی ضد میں حضرات ابراہیم کو بھی ان مولویوں نے جھوٹا کہہ دیا ہے ۔ حالانکہ قرآن پکار پکار کر ان کی صداقت کی گواہی دے رہا ہے

واذکر فی الکتاب ابراھیم انہ کان
صدیقا نبیا ۵ پارہ ۱۶

حاشا وکلا حضرت نے کوئی جھوٹ نہیں بولا ۔ انبیاء علیہم السلام ہر قسم کے صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں اور جھوٹ ایک ایسا گناہ ہے جس پر خدا نے لعنت بھی کی ہے ۔

ہمارے نزدیک ان تینوں مقامات پر خلیل اللہ نے تقیہ کیا تھا ۔ چنانچہ جو فرمایا " انی سقیم " یعنی میں بیمار ہوں ۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ نمرودیوں نے جب آپ کو ساتھ لے جانے کے لئے کہا ، اس وقت اگرچہ آپ تندرست تھے ۔ آپ نے فرمایا " میں بیمار ہوں "
چنانچہ قرآن حکیم پارہ ۲۳ رکوع ، میں یہ آیت موجود ہے ۔

فنظر نظرۃ فی النجوم فقال انی سقیم ۵
حضرت نے ایک نظر ستاروں کی طرف

دیکھا اور کہا کہ " میں بیمار ہوں "
یعنی حضرت نے ستاروں کے متعلق حساب لگا رکھا تھا کہ فلاں ستارہ جب فلاں جگہ ہوتا ہے تو وہ بیمار ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ستاروں کو دیکھ کر انہوں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ میں عنقریب بیمار ہونے والا ہوں۔ اس لئے فرمایا " اِنی سقیم " اور یہ جھوٹ نہیں تھا۔
جس طرح خداوند عالم نے پیغمبر اکرمؐ کو ان کی زندگی میں فرمایا

انک میت و انهم میتون

چونکہ پیغمبر نے مرنا ضرور تھا اس لئے اس سے پہلے ہی انہیں میت کہہ دیا گیا۔ اسی طرح جب فرمایا کہ بڑے بت نے کیا ہوگا۔ تب بھی جھوٹ نہیں کہا بلکہ تقیہ کیا تھا۔ چنانچہ ساتھ یہ قید لگا دی۔

فاسئلوهم ان كانوا ينطقون

یعنی اگر یہ بول سکتے ہیں تو ان سے پوچھ لو
حضرت کے کہنے کا مقصد تھا جو بول نہیں سکتے وہ نقصان بھی نہیں پہنچا سکتے۔

پیغمبر اکرمؐ اور صحابہ کرام نے بھی کئی مقام پر تقیہ کیا ہے۔
چنانچہ امام بغوی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں
پیغمبر اکرمؐ نے اپنا مشن مخفی اور پوشیدہ رکھا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ یہ آیت :-
فاصدع بما تؤمر نازل ہوئی۔

متعہ قرآن وسنت کی روشنی میں

اس مسئلہ میں بھی مفسد مولوی صاحب نے بد یانتی سے کام لیا ہے قرآن حکیم کی نص اور زمانہ پیغمبر اکرمؐ اور صحابہ کرام میں مسلّمہ حقیقت یعنی نکاح متعہ کو زنا کے مترادف قرار دے کر اسلام کی توہین کی ہے ہم ذیل میں ثابت کریں گے کہ نکاح متعہ کے جائز ہونے پر امۃ کا اجماع رہا ہے۔

متعہ قرآن حکیم کی روشنی میں

خداوند عالم کا ارشاد ہے۔

فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن

اجورھن فریضۃ (پ ۵ سورۃ النساء)

یعنی جن عورتوں سے متعہ کرو ان کے

حق مہر بطور فریضہ ادا کرو۔

اہل سنت کے مشہور مفسر قرآن علامہ وحید الزمان ترجمہ قرآن کی ذیلی تفسیر "تفسیر وحیدی" میں اور اسی طرح اہل سنت کے بہت بڑے امام جلال الدین سیوطی تفسیر در منثور طبع مصر میں لکھتے ہیں کہ "یہ آیت نکاح متعہ کے بارے میں نازل ہوئی جو شروع اسلام میں جائز تھا۔

اسی طرح اہل سنت کے امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں ۔

ان الامۃ مجتمع علی ان نکاح المتعۃ
کان جائزاً فی الاسلام ولا خلاف
فی الامۃ فیہ ۔

پوری امت کا اس بات پر اجماع
ہے کہ نکاح متعہ اسلام میں جائز تھا۔ اور
اس مسلہ میں امت میں کوئی اختلاف
نہیں ہے ۔

اسی طرح جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے ۔

کنا نستمتع بالقبضۃ من التمر والدقیق
علی عہد رسول اللہ وابوبکر وعمر حتی نفی
عنہا عمر ۔

ہم رسول خدا ۔ حضرت ابوبکر اور حضرت
عمر کے عہد میں مٹھی بھر کھجور اور آٹے کے
عوض متعہ کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت
عمر نے ممانعت کر دی ۔

خدارا ان مولوی صاحبان سے پوچھو کہ اگر متعہ زنا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ معاذاللہ رسول خدا ، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے دور میں زنا ہوتا رہا ہے ۔ حاشا وکلا حضرت عمر کے ابتدائی دور میں متعہ جاری رہا جیسا کہ مسلم شریف جلد اول طبع مصر ص۴۵۱ میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کی روایت سے ظاہر ہو رہا ہے ۔ مگر بعد میں

انہوں نے اپنی رائے سے کسی مصلحت کے تحت ممنوع قرار دے دیا۔
ہم شیعوں کا فقط قصور یہ ہے کہ ہم نے حضرت عمر کے اس فیصلہ کو قبول نہیں کیا۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ جس چیز کو خدا اور رسول حلال قرار دیں کسی بڑے سے بڑے صحابی کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ اسے حرام قرار دے دے خواہ حضرت علی ہی کیوں نہ ہوں مگر برادران نے اللہ اور رسول کے مقابلہ میں حضرت عمر کے حکم کو حجت جانا اور متعہ کو حرام قرار دے دیا۔ چنانچہ تفسیر کبیر میں خود حضرت عمر سے یہ بات نقل کی گئی ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے،

"متعتان کانتا مشروعتین فی عہد
رسول اللہ و انا انہی عنہما متعۃ الحج
ومتعۃ النکاح" تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۲۸۹
دو متعے رسولِ خدا کے زمانہ میں جائز تھے
یعنی متعہ الحج اور متعہ النکاح اور میں
ان دونوں کو ممنوع قرار دیتا ہوں۔

اہل سنت کے مشہور امام قوشجی نے شرح تجرید میں حضرت عمر کے قول میں انہٰی کی بجائے احرم لکھا ہے۔ یعنی میں ان دونوں کو ممنوع قرار دیتا ہوں

اسی طرح جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء طبع مصر میں لکھا ہے۔
اَوَّلُ مَنْ حَرَّمَ الْمُتْعَۃَ عُمَرُ
یعنی سب سے پہلے جس نے متعہ کو حرام
قرار دیا وہ حضرت عمر تھے۔

جب قرآن حکیم سنت رسول اور سیرت صحابہ سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ خدا و رسول نے اس نکاح کو جائز قرار دیا تھا۔ اس کے باوجود اگر کوئی اس نکاح کو زنا کہے تو یہ احکام خدا کے خلاف بغاوت کے سوا کیا ہے۔

عقیدۂ بداء کی وضاحت

مولوی صاحب نے یہاں بھی بددیانتی سے کام لیا ہے۔ اور اصول کافی کی عربی عبارت توڑ موڑ کر کے اپنا مذموم مقصد حاصل کرنیکی کوشش کی ہم ذیل میں اصول کافی کی عربی عبارت اور اسکا من وعن ترجمہ پیش کرکے قارئین کرام سے انصاف چاہتے ہیں۔ عن ابی عبداللہ قال ما بعث اللہ نبیاً حتی یاخذ علیہ ثلاث خصال الاقرار لہ بالعبودیہ وخلع الانداد وان اللہ یقدم مایشاء ویوخر مایشاء

حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا " خدا نے کسی پیغمبر کو مبعوث نہیں کیا مگر یہ کہ اس سے تین خصلتوں کا اقرار لیا، خدا کی بندگی کا اقرار اور اس چیز کا اقرار کہ خدا جس کو چاہتا ہے مقدم کرتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے موخر کرتا ہے (یہی

عقیدہ بداء ہے ؟

مگر ہمارے مہربان ! صحابہ کو بدنام کرنے والے مولوی صاحب نے جو اصول کافی کا حوالہ دے کر عبارت لکھی ہے وہ یوں ہے ۔

" خدا کی عبادت کا حق پورا ہوتا ہے کہ اسے جاہل مان لیا جائے اور خدا نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس سے خدا کے جاہل ہونے کا اقرار نہ لیا ہو"

حقیقت یہ ہے کہ عقیدہ بداء قرآن و حدیث کی روشنی میں ثابت ہے ۔ اور خدا کے بارے میں بداء کے قائل ہونے کا یہ معنی نہیں ہے کہ خدا جاہل ہے ۔

خدا کی صفات میں سے ہے کہ سمیع ہے بصیر ہے ۔ یعنی سننے اور دیکھنے والا ہے ۔ جب کہ انسان بھی سننے والا ہے اور دیکھنے والا ہے ۔ مگر ہمارے سننے اور دیکھنے اور خدا کے سننے اور دیکھنے میں فرق ہے ۔ ہم سنتے ہیں کانوں سے اور دیکھتے ہیں آنکھوں سے مگر خدا بغیر اسباب کے دیکھتا اور سنتا ہے ۔

اسی طرح ایک بداء کا تعلق مخلوق سے ہے اور ایک بداء کا تعلق خالق سے ۔

مخلوق کا بداء جہالت کے معنی میں ہے ۔ یعنی آپ نے ایک کام بہتر سمجھ کر کیا ۔ مگر دوران کام آپ کو احساس ہوا کہ یہ غلط تھا ۔ چنانچہ آپ نے وہ کام چھوڑ دوسرا کام شروع کر دیا یہ مخلوق کا بداء ہے ۔ خالق کا بداء یہ ہے کہ اس نے ایک حکم معلوم ہوتے ہوئے دیا اور کچھ عرصہ کے بعد اس حکم کو تبدیل کر کے دوسرا

حکم جاری کر دیا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پہلے حکم پر خدا شرمندہ ہوا یا خدا نے وہ حکم غلطی سے دیا تھا اور اب اسے بدلنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا جانتا تھا کہ اتنے عرصہ میں میرا یہ حکم مخلوق کی مصلحت میں ہے۔ اور جب مخلوق کی مصلحت کے تقاضے بدلیں گے تو دوسرا حکم دونگا

چنانچہ قرآن کی آیات کے ناسخ و منسوخ ہونے کے سب مسلمان قائل ہیں، ایک آیت نازل ہوئی کچھ عرصہ مسلمان اس پر عمل کرتے رہے مگر بعد میں اسے منسوخ کر کے خدا نے دوسری آیت بھیج دی۔ انبیا و مرسلین کے پاس جب کوئی حکم الٰہی آتا تھا تو وہ یہی سمجھتے تھے کہ یہ حکم ہمیشہ کے لئے ہے مگر اچانک اس میں تبدیلی واقع ہو جاتی تھی اور اس تبدیلی کا حکم سوائے ذات باری کے کسی کے پاس نہیں ہوتا۔ لہٰذا خدا اپنے علم سے اسے تبدیل کرتا ہے۔ چنانچہ باب البداء میں اصولِ کافی کی آٹھویں حدیث میں اس کی وضاحت موجود ہے۔

ان لِلّٰہِ علمین : علم مکنون مخزون
لا یعلمہ الا ھو وَ من ذالک یکون
البداء وعلم علمہ ملائکتہٗ
ورُسلہ وانبیاءہٗ ونحن نَعلَمُہٗ

حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ خدا کے دو قسم کے علم ہیں۔ ایک علم مکنون و مخزون ہے جسے سوائے خدا کے

اور کوئی نہیں جانتا اور بداء بھی اسی علم میں سے ہے۔ دوسرا وہ علم جس کی تعلیم ملائکہ اور انبیاء و رسل کو دی ہے۔ ہم اس علم کو جانتے ہیں۔

اسی طرح اس باب کی نویں حدیث میں ہے۔

ما بدا لِلّٰہِ فی شیئٍ الا کان فی علمہٖ قبل ان یبدو لہ

خدا کے لئے کسی چیز میں بدا نہیں ہے مگر یہ کہ بداء (یعنی تبدیلی) سے پہلے اسے اس کا علم ہوتا ہے

پھر فرمایا۔

ان اللہ لم یبدلہ من جہل

یعنی اللہ کی نسبت بداء جہالت سے واقع نہیں ہوتا۔

خالق کے بداء کا معنی یہی ہے کہ۔

ان اللہ یقدم مایشاء ویوخر مایشاءُ

یعنی جس چیز کو چاہتا ہے مقدم کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے موخر کرتا ہے۔

چنانچہ قرآن میں ہے۔

یمحو اللہ مایشاء وَ یثبت مایشاء

اللہ جس چیز کو چاہتاہے محو کرتا ہے اور

جس کو چاہتا ہے ثبت کرتا ہے۔

برادرانِ اسلام! بتائیں کہ شیعہ کے اس عقیدہ میں کونسی غلط بات ہے۔ کہاں ہماری کتب میں لکھا ہے کہ خدا جاہل ہے۔ مولوی صاحب شیعوں کی کسی ایک کتاب سے ایک سطر بھی یہ دکھا دیں کہ لکھا ہو خدا جاہل ہے تو منہ مانگا انعام دوں گا۔ فقط لفظ بداء سے لوگوں کو دھوکہ میں ڈالنا ہوئی دیانت نہیں ہے۔ ہم نے لفظ بداء کے مفہوم کو تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ اگر اس کے باوجود کوئی ہماری طرف یہ نسبت دیتا ہے کہ ہم خدا کے جاہل ہونے کے قائل ہیں تو تو ہم فقط اس کے جواب میں یہی کہہ سکتے ہیں۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین

توحیدِ باری تعالیٰ کے سلسلہ میں شیعہ کا عقیدہ الحمدللہ قرآن و سنت کے مطابق ہے۔ اس میں کسی قسم کی خامی نہیں ہے جس قوم کے پاس قرآن حکیم کے بعد نہج البلاغہ جیسی عظیم کتاب ہو جس میں شانِ توحید کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہو، بھلا وہ کیوں کر ذاتِ باری کی شان میں گستاخی کر سکتی ہے۔ نہج البلاغہ وہ عظیم کتاب ہے۔ جس کے بارے میں علمائے اہل سنّت کا ہی قول ہے۔

لولا خطب علی ابن ابی طالب لما

یعْرِفِ المُسلمون التوحید

اگر نہج البلاغہ میں حضرت علیؑ کے عظیم

خطبات نہ ہوتے تو مسلمانوں کو شانِ

توحید کون بتاتا۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ خدا وحدہٗ لاشریک ہے۔ اس کی ذات صفات، افعال اور عبادات میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ نیز وہ عادل ہے۔ کسی نفس پر ظلم زیادتی نہیں کرتا۔ ہر شخص کو برائی کی سزا دے گا۔ اور نیکی کی جزا دے گا۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ وہ بُروں کو جنت میں داخل کردے اور صالحین کو دوزخ میں ڈال دے۔

تحریف قرآن کا الزام

برادرانِ اسلام ابتداء ہی میں عرض کیا تھا کہ ضعیف روایات کا سہارا لے کر اگر ہم کسی کو بدنام کرنا چاہیں تو پھر کوئی بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ دیانت داری کا تقاضا یہ ہے کہ مخالف کا جو واقعی عقیدہ ہو اس کو ہدف بنایا جائے۔ جہاں تک تحریف قرآن کی ضعیف روایات کا تعلق ہے یہ شیعہ سنی دونوں کی کتب میں موجود ہیں۔ بلکہ اہل سنت کی کتب میں ہماری کتب سے کہیں زیادہ ایسی روایات موجود ہیں۔ مگر اس کے باوجود ہم نے یہ کبھی نہیں کہا کہ سُنی تحریف قرآن کے قائل ہیں بڑے بڑے شیعہ محدثین و متکلمین نے اپنی کُتب میں اس بات کی وضاحت کردی ہے۔ کہ ہمارا اسی قرآن پر ایمان ہے۔ جو الم سے شروع ہو کر والناس پر ختم ہوتا ہے۔ اور ہم اس میں ایک حرف کی کمی بیشی کے قائل نہیں ہیں۔ اس قرآن پر ہم عمل کرتے ہیں۔ اس کی ہماری مساجد میں اور گھروں میں تلاوت کی جاتی ہے۔ جب یہ حقیقت ہے تو پھر بعض ضعیف روایات کا سہارا لے کر شیعوں کو بدنام کرنا

بدیانتی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

قارئین کرام اب ہم ذیل میں اہل سُنت کی کتب سے تحریف قرآن کی روایات پیش کرتے ہیں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ یہ روایات شیعہ کتب میں ہی نہیں بلکہ اہل سنت کی کتب میں بھی موجود ہیں۔

چنانچہ اہل سُنت کی مشہور تفسیر الاتقان ص ۲۵ تفسیر درمنثور جلد ۵ ص ۱۰۸ ان تفاسیر میں متعدد روایات میں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن میں تحریف ہوئی ہے۔ ہم نمونہ کے طور پر ایک روایت پیش کرتے ہیں۔

رجم کے بارے میں قرآن حکیم میں کوئی آیت موجود نہیں ہے۔ مگر یہاں یہ روایت موجود ہے کہ ابی ابن کعب سے روایت ہے۔

"کنا نقرانها آیۃ الرجم قلت وما آیۃ الرجم قال اذا زنا الشیخ و والشیخۃ فارجموهما البتۃ نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم۔

یعنی سورۃ احزاب میں ہم آیت رجم بھی پڑھتے تھے۔ پوچھا گیا کہ آیت رجم کیا ہے تو کہا " اذا زنا الشیخ والشیخہ .... الخ

مگر موجودہ قرآن میں یہ آیت موجود نہیں ہے۔

جاری جلد ۴ صفحہ ۱۶۳ طبع مصر میں ہے کہ حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے۔

"لولا ان یقول الناس زاد عمر فی کتاب

اللہ لکتبت آیۃ الرجم بیدی۔

اگر مجھے اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمر

نے کتاب خدا میں زیادتی کر دی ہے۔ تو میں

اپنے ہاتھ سے آیت رجم لکھ دیتا۔

محترم برادرانِ اسلامی یہ روایت فقط نمونہ کے طور پر پیش کی ہے اس جیسی بے شمار روایات کتب اہل سنت میں موجود ہیں۔

مولوی صاحب یا تو خود اپنی کتب سے جاہل ہیں۔ انہیں معلوم ہی نہیں کہ ان کی کتب میں کیا کیا خرافات موجود ہیں یا انہوں نے جان بوجھ کر بدیانتی سے شیعوں کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ شیش محل میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر برسانا کوئی عقلمندی کی بات نہیں ہے۔ ع۔

شکوہ بے جا بھی کرے کوئی تو شعور لازم ہے

توہین قرآن کے بارے میں ایک روایت بھی ملاحظہ فرمائیں۔ علم فقہ میں اہلسنت کی مشہور اور مستند کتب فتاوی قاضی خان جلد ۴ صفحہ ۳۶۲ فتاوی سراجیہ جلد ۳ صفحہ ۳۱، در المختار جلد ۱ صفحہ ۱۴۰ پر یوں فتوی دیا گیا ہے۔

" اگر کسی کی نکسیر بند نہ ہوتی ہو تو اس کی

پیشانی پر خون یا پیشاب سے (معاذ اللہ)

قرآن لکھنا جائز ہے۔

محترم بھائیو! اہلسنت کی کتب میں اس قسم کی روایات کے باوجود ہم نے تو کبھی الزام نہیں لگایا کہ اہلسنت قرآن کی توہین کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ کسی مسلمان کا قرآن کے بارے میں ایسا عقیدہ نہیں ہے۔ مولویوں کے فتوؤں نے ہی تو مسلمانوں کا بیڑہ غرق کیا ہے۔

اگر ہمارے مخالف نے اپنی کتب سے نابلد ہونے کی وجہ سے ایسی حرکت کی ہے تو یہ حوالہ جات پڑھنے کے بعد اسے عبرت حاصل کرنی چاہئیے۔ کہ بغیر سوچے سمجھے کسی پر الزام لگانے میں کیا خرابی لازم آتا ہے ؎

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

بعض فقہی مسائل پر جاہلانہ تنقید

مولوی صاحب نے اپنے پمفلٹ کے ص ۹ پر باب الطہارۃ کے ذیل میں کُر پانی کے مسئلہ جس طرح مزے لے کر تنقید کی ہے۔ اور ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ گویا فقہ جعفریہ میں پاکی و پلیدی کی تمیز نہیں ہے۔ حالانکہ جس قدر فقہ جعفریہ نے طہارت کے مسائل تفصیل سے بیان کئے ہیں کسی فقہ میں نہیں ہیں اور جس قدر محتاط ہے اور کوئی نہیں ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب اتنے جاہل ہیں کہ انہیں اپنی فقہ کا بھی علم نہیں ہے۔ اگر علم ہوتا تو شیعوں کے کُر پانی پر اعتراض کر کے اپنی رسوائی کا سامان فراہم نہ کرتے

اب ہم ذیل میں مسئلہ کی حقیقت تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

شیعہ و سُنی کے ہاں ٹھہرے ہوئے پانی کی دو قسمیں ہیں

i۔ قلیل پانی ii۔ کثیر پانی

دونوں کے نزدیک قلیل پانی میں کوئی نجاست گر جائے تو پانی نجس یعنی پلید ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر یہ نجاست کثیر پانی میں گرے تو وہ پانی نجس نہیں ہوتا۔

اب سوال یہ ہے کہ سُنی و شیعہ کے نزدیک کثیر پانی کی مقدار کم از کم کتنی ہے۔

سب سے پہلے ہم اہل سنت کے نزدیک اس کی مقدار تحریر کرتے ہیں ۔ مشکوۃ شریف باب احکام المیاہ میں ۔

" عن ابن عمر قال سئل رسول اللہ
عن الماء یکون فی الفلاۃ من الارض
وما ینوبہ من الدواب والسباع
فقال اذا کان الماءُ قلّتین لم یحمل
الخبث رواہ احمد ، ابوداؤد ،
والترمذی و النسائی ،

ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا
سے اس پانی کے بارے میں سوال کیا گیا ،
جو زمین میں کھڑا ہوتا ہے ۔ جس میں نوبت
بنوبت چوپائے اور درندے داخل ہوتے
رہتے ہیں ۔ تو آپ نے فرمایا کہ پانی کی
مقدار اگر دو قلہ کے برابر ہو تو وہ ناپاکی
کو نہیں اٹھاتا (یعنی ناپاک نہیں ہوتا)
اس روایت کو مسند احمد ، ابوداؤد ،
ترمذی امام نسائی سب نے بیان کیا ہے ۔

اس طرح مشکوۃ شریف جلد اول طبع امرتسر (انڈیا) کے ص۱۴۷ کے حاشیہ پر تحریر ہے ۔ کہ اگر پانی کثیر ہو تو جاری پانی کے حکم میں ہے ۔ وہ پیشاب وغیرہ سے نجس نہیں ہوتا اور اس میں نہانا جائز ہے ۔

پس ثابت ہو گیا کہ اہلسنت کے نزدیک کثیر پانی کم از کم مقدار دو قلہ ہے۔ اور اس میں اگر نجاست گر جائے تب بھی پانی پاک رہتا ہے۔

اب ہم دو قلہ پانی کی مقدار اور وزن معلوم کرتے ہیں۔ مشکوٰۃ کے ص ۱۴۸ پر حاشیہ میں قلعہ کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ کہ قلہ بڑے مٹکے کو کہتے ہیں۔ جس میں اڑھائی مشک پانی آجائے دو قلہ میں پانچ مشک پانی آتا ہے۔ اس کے بعد اس کا وزن تحریر کیا گیا ہے۔ کہ دو قلہ پانی کا وزن چھ من بنتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اہل سُنت کے نزدیک چھ من پانی میں اگر پیشاب گر جائے تو وہ پاک ہے۔ کیونکہ آب کثیر ہے۔

فقہ جعفریہ میں کثیر پانی کی مقدار

فقہ جعفریہ میں کثیر پانی کی کم از کم مقدار ایک کُر پانی ہے۔ اور اس کا پیمانہ یہ بتایا گیا ہے۔ کہ ساڑھے تین مربع بالشت گڑھے میں جو پانی آجائے وہ کثیر ہے۔ مگر اس سے کم پانی قلیل ہے۔ لہٰذا اگر پانی اس مقدار سے کم ہوا تو نجاست کے گرنے سے نجس ہو جائے گا۔

چنانچہ امام خمینی رضوان اللہ علیہ "توضیح المسائل" میں لکھتے ہیں۔

"آب کُر آبیست کہ اگر در ظرفیکہ

دراز و پہنا و گودی آں ہر یک سہ
وجب و نیم است بریزند آں ظرف
را پر کند کہ وزن آں ۳۸۳/۹۰۴
کیلوگرام میشود

یعنی کر پانی وہ ہے جسے کسی ایسے
ظرف میں ڈالا جائے جسکی لمبائی
چوڑائی اور گہرائی ہر ایک ساڑھے
تین بالشت ہو اور وہ پانی اسے بھر دے
اور اس پانی کا وزن ۳۸۳ کلو اور ۹۰۶
گرام بنتا ہے۔

۳۸۳/۹۰۶ کلوگرام کے من بنائے جائیں تو یہ وزن نومن اور تقریباً چوبیس کلو بنتا ہے۔ فقہ جعفریہ کے نزدیک نومن اور چوبیس کلو پانی میں اگر کوئی نجاست گرے تو بھی نجس نہیں ہوتا اور اگر اس سے کم پانی ہو تو معمولی نجاست گرنے سے بھی نجس ہو جائے گا۔

کر پانی میں بھی نجاست کے گرنے میں یہ شرط ہے کہ کر پانی نجاست کے گرنے سے پاک رہے گا۔ بشرطیکہ اس کا رنگ بو یا ذائقہ تبدیل نہ ہو۔ جب کہ اہل سنت کے نزدیک دو قلہ پانی کے سلسلہ میں یہ شرط بھی موجود نہیں ہے۔

قارئین کرام! دیکھا آپ نے، مولوی صاحب کو اگر یہ معلوم ہوتا کہ لینے کے دینے پڑ جائیں گے تو وہ ایسی حماقت

نہ کرتے۔

غضب خدا کا کہ جن کے نزدیک چھ من پانی نجاست کے گرنے سے پاک رہتا ہے وہ نو من اور چوبیس کلوگرام والوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ بقول شاعر ؎

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بندِ قبا دیکھ

شرم کرو

کہتے ہیں ظرف سے وہی ٹپکتا ہے۔ جو اس کے اندر ہوتا ہے۔ اس جملہ کے مصداق مولوی صاحب شیعوں پر جھوٹا الزام لگاتے ہوئے لکھتے ہیں۔

شیعہ کے نزدیک لڑکوں سے وطی جائز ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین

برادرانِ اسلامی ہماری تمام فقہی کتب میں اس فعل قبیح کو گناہ کبیرہ میں شمار کیا گیا ہے۔ بلکہ یہاں تک بھی کہا گیا ہے۔ کہ اس فعل کے مرتکب کو دنیا کا پانی پاک نہیں کر سکتا۔

فقہ جعفریہ میں اس فعل کی سزا اگر دونوں عاقل و بالغ ہوں تو دونوں کو قتل کر دینا ہے۔ اور اگر نابالغ ہو تو تعزیر لگائی جائے گی۔ یہ دنیا کی سزا ہے آخرت میں اس سے دردناک عذاب ہے۔ ایسے بے بنیاد مسائل لکھنے سے آپ کو شرم کرنی چاہیئے بیہودہ اور لچر زبان ایک مذہبی آدمی کو زیب نہیں دیتی۔ ہمیں تو ان اخلاق سے گرے ہوئے جملوں کا جواب دیتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ مگر

جن کو خود حیا نہ ہو انہیں فرق نہیں پڑتا۔ یعنی ؎

بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن

ایک اور جھوٹ

مولوی صاحب برادران اہلسنت کو شیعوں سے متنفر کرنے کے لئے ایک اور جھوٹ شیعوں کے سر تھوپتے ہیں۔ کہ شیعہ کے نزدیک سُنی کا جوٹھا پانی یہودی، نصرانی، ولدالزنا، اور مشرک کے جوٹھے پانی سے زیادہ پلید ہے۔ "شرم تم کو مگر نہیں آتی" اگر آپ دعویٰ میں سچے ہوتے تو حوالہ پیش کرتے۔ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ ہمارے نزدیک لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والا مسلمان ہے۔ ہمارا بھائی ہے اور پاک ہے۔

آپ کی مکاریاں انشاءاللہ ہمارے سُنی بھائیوں کو ہم سے متنفر نہیں کر سکیں آپ خود ہی ان کے نزدیک ذلیل و خوار ہوں گے۔ اس لئے کہ جو کسی کے لئے گڑھا کھودتا ہے خود اس میں گرتا ہے۔

استنجاء میں استبراء پر جاہلانہ اعتراض

تمام اہل اسلام کے نزدیک نماز ہر مسلمان پر جو عاقل و بالغ ہے۔ ہر حالت میں واجب ہے۔ کسی صورت میں بھی نماز معاف نہیں ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی ڈوب رہا ہو اور نماز کا وقت ہو تو ایسی حالت میں بھی اسے نماز معاف نہیں ہے۔

مولوی صاحب نے اپنے پمفلٹ میں استنجا کے بعد پیشاب کے قطروں کے گرنے کے سلسلہ میں شیعہ کا جو مذاق اڑایا ہے وہ بھی ان کے علم فقہ سے نابلد ہونے کی واضح اور روشن دلیل ہے۔

بعض حضرات ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں پیشاب کے قطرے گرنے کی بیماری ہوتی ہے۔ جب بھی وہ استنجا یا وضو کر کے اٹھتے ہیں تو فوراً پیشاب کے قطرے گر جاتے ہیں۔ ہمارے معترض مولوی صاحب خدا کو حاضر و ناظر جان کر بتائیں کہ کیا ایسے مریضوں کو نماز معاف ہے یا یہ بار بار استنجا اور وضو ہی کرتے رہیں اور نماز کا وقت جاتا رہے۔

اسلام دین فطرت ہے۔ اس کے سامنے انسانی مجبوریاں عیاں ہیں۔ لہذا ان مجبوریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے دین مبین نے ان کا حل پیش کیا ہے۔ تاکہ بندگانِ خدا کو نماز سے محروم نہ کیا جا سکے۔ مولوی صاحب سے دست بستہ عرض ہے کہ میرے

بھائی اگر تیری فقہ میں خدا نخواستہ اس کا حل نہیں تو ہم پر کیوں خفا ہوتے ہو۔

حضرت امام جعفر صادق نے ایسے ہی مریضوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ پیشاب کرنے کے بعد وہ مخصوص طریقہ سے استبراء کرے یعنی پیشاب کی نالی سے پیشاب کو نکالے۔ اس کے بعد استنجا کرے اب اگر اس کے باوجود قطرے نکلیں تو ان کو پانی خیال کرے اور وضو کر کے نماز پڑھے۔ یعنی ان قطروں کو بہانہ بنا کر نماز ترک نہیں کر سکتا۔ کیونکہ نماز کسی حالت میں بھی معاف نہیں ہے۔

بد دیانتی کی ایک اور مثال

مولوی صاحب نے تہذیب الاحکام کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ

"شہر کوفہ حرم خدا، حرم رسول اور حرم حضرت علی ہے"

حالانکہ اصل عبارت یہ ہے کہ

"مکہ حرم خدا، مدینہ حرم رسول اور کوفہ حرم علی ہے"

مولوی صاحب آپ کی کس کس خیانت کا پردہ چاک کر دیں سارا پمفلٹ ہی جھوٹ کا پلندہ ہے۔ ہم تو فقط آپ کے

دعا ہی کرسکتے ہیں ۔ کہ خداوند عالم آپ کو ہدایت فرمائے اور ایسی غلط حرکات سے آپ کو باز رکھے ۔

دعوتِ حق

برادرانِ اسلامی یہ دور آپس میں لڑنے کا نہیں ہے بلکہ عالمی کفر کے مقابلہ میں وحدت کے جھنڈے تلے جمع ہونے کا ہے۔ الحمدللہ مسلمانوں کے تمام مکاتیبِ فکر میں ایسے باعمل علماء بھی موجود ہیں جو کہ ملتِ اسلامیہ کی وحدت کے لئے کام کر رہے ہیں ۔ اور یہی لوگ علماء حق کہلانے کے لائق ہیں ۔

آپ دیکھ رہے ہیں کہ ایک مدت سے جاہل ملاؤں کا ایک گروہ اہل تشیع پر کفر کے فتوے لگا رہا ہے ۔ محترم بھائیو کفر کا فتویٰ مذاق نہیں ہے ۔ ایک مسلمہ اسلامی مکتبۂ فکر کے بارے میں یہ طرزِ عمل خود ان لوگوں کے علمی حدود اربعہ کو ظاہر کر رہا ہے کہ یہ لوگ علم دین کی ابجد سے بھی واقف نہیں ہے علم گلا پھاڑ پھاڑ کر لوگوں کو گالیاں دینے اور کافر کہنے کا نام نہیں۔

نوجوانوں سے اپیل

ہمارے نوجوان ساتھیو ! آج علم کا دور ہے ہر بات کو قرآن و سنت اور عقل کی روشنی میں دیکھیں ۔ ملاؤں کی بات پر یقین نہ کریں ۔ خود مطالعہ کریں اس لئے کہ اصولِ دین میں تحقیق واجب ہے ، جہاں آپ ان لوگوں کی باتیں سنتے ہیں ۔ وہاں ٹھنڈے دل و دماغ سے

دوسروں کی باتیں بھی سنیں اور پھر موازنہ کریں جو بات اچھی ہو اسے مان لیں تنگ نظر نہ بنیں بلکہ وسیع القلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہر مکتبہ فکر کی کتب کا مطالعہ کریں۔ فقط مولویوں کی بات میں آکر دوسرے مسلمانوں کو کافر کہہ کر گنہگار نہ ہوں۔ خدا نے آپ کو عقل دی سُنی سنائی باتوں پر کان دھرنا عقلمندوں کا شیوہ نہیں ہے۔

آپ نے پمفلٹ کا اگر مطالعہ کیا ہے تو آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ دوسروں کو کافر کہنے والوں کو اپنے مذہب کا بھی علم نہیں ہے یہ لوگ سستی شہرت چاہتے ہیں ورنہ ان کی علمی حیثیت کچھ بھی نہیں ہے۔

مولانا شیرانی کی حق گوئی

۱۵ اپریل ۱۹۹۱ء کے نوائے وقت میں آخری صفحہ پر مولانا شیرانی ایم۔ این۔ اے کا بیان پڑھ کر آپ نوجوان درس عبرت حاصل کریں۔ جس میں انہوں نے ہماری اس بات کی تائید کی ہے۔ کہ ان فتویٰ باز مولویوں کا کوئی تعلیمی معیار نہیں ہے۔ لہٰذا میرے عزیز نوجوانوں بھائیو!

ان مفسدین کے چکمے میں آکر اپنی توانائیاں ضائع نہ کریں۔ آپ نوجوان اسلام کا سرمایہ ہیں۔ لہٰذا آپ کی توانائیاں اسلام اور مسلمانوں کے مفاد میں صرف ہونی چاہئیں۔

آخر میں ہم مولانا شیرانی صاحب کے بیان کو نوائے وقت سے من وعن تحریر کرتے ہیں ۔ نوجوان اسے غور سے پڑھیں ۔

" قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے بعد اسلام آباد سے ژوب واپسی پر ڈیرہ میں مختصر قیام کے دوران جامعہ معارف شرعیہ میں خصوصی بات چیت کے دوران مولانا شیرانی کی توجہ جب مولانا عبدالستار نیازی کی قیام گاہ پہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے سربراہ علامہ ساجد علی نقوی کو نماز کی امامت کے لئے آگے کرنے ان کی اقتداء میں نماز پڑھنے اور اس پر ہونے والے مخالفانہ ردعمل اور اسلام سے خارج ہونے والے فتوی کی جانب مبذول کرائی گئی تو مولانا نے کہا !

" پرائمری سکول ماسٹر کے لئے تو ایک معیار مقرر ہے ۔ مگر فتوی دینے والے اور ایک دوسرے کو کافر کہنے کے لئے کسی معیار تعلیم و تربیت کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی ۔ انہوں نے کہا بائیس اسلامی نکات جمیعت کے منشور کا حصہ ہیں ۔ یہ ۲۲ نکات ایوب خان کے دور میں علماء نے مرتب کئے تھے ۔ جن میں علماء شیعہ سُنی، دیوبندی ، بریلوی اور اہل حدیث سب شامل تھے ۔ مسئلہ ختم نبوت پر بھی دوسروں کے ساتھ اہل تشیع کو اعتماد میں لیا گیا ۔ رویت ہلال کمیٹی میں بھی فقہ جعفریہ کے علماء کرام شانہ بشانہ ہیں ۔ اسلامی نظریاتی کونسل میں بھی ان کی موثر نمائندگی ہے ،، (نوائے وقت راولپنڈی ۱۵ اپریل ۱۹۹۱ء)

ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے نوجوانوں ، بھائیوں کے احقاق حق کے لئے مولانا شیرانی کا بیان کافی و شافی ہوگا ۔ اور وہ آج سے نام نہاد مولویوں کی باتوں پر آنکھیں بند کر کے نہیں چلیں گے بلکہ ہر بات کو مطالعہ اور تحقیق کے ذریعہ حاصل کریں گے ۔

انشاءاللہ